ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

جین مت اور اسلام: اخلاقی تعلیمات کا تجزیہ

Jainism and Islam: A Comparative Analysis of Ethical Teachings

☆حافظ مبشر رشید

پی ایچ ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔

☆☆حافظ محمد نعیم سیف الاسلام

لیکچرر، اسلامیات، یو ای ٹی مین کیمپس لاہور، پاکستان۔

Abstract

Human beings have a distinguished position among all other creatures, since they are the adornment of the world, they live according to different rules and regulations. In some places, there is the supremacy of religion, and in some places, the lords created by them took power. Therefore, whatever society a person is a part of, he likes moral values by nature and every religion also declares it necessary. Every religion has moral codes, rules and laws. The moral teachings of Jainism are considered more important than those of other non-Semitic religions. That is why I have compared the moral teachings of Islam and Jainism so that it can be clear that the ethics of Jainism is not even the tenth of the moral system of Islam, but many things in the teachings of Jainism are not only contempt for humanity. Synonymous with, but also contrary to human nature. Whereas the moral teachings of Islam with their comprehensiveness are superior to all religions and are also the guarantors of the real welfare of societies with their exact conformity to natural requirements.

Keywords: human beings, journey of life, servants through the Prophets

تمہید

اس کائنات میں جہاں بھی انسان آباد ہیں اور وہ زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں تو ان کے ہاں زندگی گزارنے کے کچھ اصول اور ضابطے ہوتے ہیں، سلیقہ شعاری، صفائی ستھرائی اور اخلاقی اقدار فطری و جبلی طور پر بھی انسان میں ودیعت ہیں اگرچہ اس کی تطہیر و ترقی میں مذہب کا بڑا دخل ہے۔ ہر قوم کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کے ذریعے انسانی معراج کا پیغام اپنے بندوں تک پہنچایا اور انبیاء کرام عملی طور پر لوگوں کے سامنے نمونہ اور اسوہ ٹھہرے۔ اسی طرح مذہب اور دین ہمیشہ سے انسانی کی عظمت وترقی کی راہ متعین کرتے آئے ہیں، ہر مذہب نے اپنے ماننے والوں کے لیے ایک طرز حیات اور Life style پیش کیا ہے جس کے ساتھ اسلامی نقطہ ن-ظر سے اتفاق بھی ہو سکتا ہے اور اختلاف بھی۔ کیونکہ مذہب کی تعریف ہی یہ کی جاتی ہے کہ جن اصولوں اور ضابطوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے انہی اصولوں کو مذہب کہا جاتا ہے۔ اخلاقیات و کردار سازی ایک ایسا موضوع ہے جسے ہر مذہب نے اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کیا ہے اور اسے اپنانے پر کامیابی کی بشارتیں جبکہ اس سے انحراف کی صورت میں وعیدیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

مذہب کا کام:

پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی رقمطراز ہیں "مذہب انسان کو اچھائی اور برائی، نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سکھاتا ہے۔ پھر اچھائیوں اور نیکیوں کی جزا اور برائیوں اور بدیوں کی سزا سے بھی متنبہ کرتا ہے۔ یہی انصاف کا تقاضا ہے کہ انسان کو مختلف کاموں کے نتائج سے پہلے ہی آگاہ کر دیا جائے اور پھر انسان کو اپنی راہ خود متعین کرنے اور منتخب کرنے کا اختیار دے دیا جائے۔"[1]

جین ازم کا تعارف:

جین، جینا سے ماخوذ ہے۔ جی کا مطلب تسخیر کرنا ہے۔ جینا کا لفظی مطلب ایسا شخص جس نے تمام جذبات پر غلبہ پایا اور نجات حاصل کر لی۔ جینوں کا تیر تھنکر بھی کہا جاتا ہے۔ تیر تھ کا مطلب ہے دریا میں کھڑے ہونے کی جگہ۔

جینیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا مذہب بہت پرانا ہے، اس میں چوبیس تیر تھنکر یعنی رہنما ہو گزرے ہیں جب سب چھتری گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں، جین روایت کے مطابق رامشو پہلا مہاویر اور وردھمان چوبیسواں تیر تھنکر تھا، ان مصلحین نے مختلف اوقات میں دین حق کی تبلیغ کی، تاریخ میں ان رہنماؤں کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ جین روایات کے مطابق ان کی عمریں ناقابل یقین حد تک طویل تھیں اور وہ انتہائی دراز قد تھے۔ ان میں سے اولین ترین مصلح آدمی ناتھ کی عمر کئی کروڑ سال تھی اور قد دو میل اونچا۔ سب سے آخری مصلح کا نام پرسوناتھ تھا۔ مہاویر کی پیدائش پرسوناتھ سے اڑھائی سو سال بعد ہوئی، پرسوناتھ کا زمانہ آٹھویں صدی ق م ہے۔ پرسوناتھ کے باپ کو بنارس کا راجہ بتایا جاتا ہے اور ایک عرصہ تک عیش و تنعم اور خوشحالی کی زندگی بسر کی۔ اس کے بعد راہبانہ زندگی اختیار کی۔ چوراسی دن کے مراقبے کے بعد مکمل علم حاصل کر لیا۔ حصول علم کے بعد ستر سال زندگی کو مکمل ترین بنانے اور طہارت، پاکیزگی اور تقدس حاصل کرنے میں لگی۔ ان منازل سے گزرنے کے بعد سمیتا پہاڑ پر اور پیروؤں کے درمیان نروان حاصل ہوا۔ اس نے اپنے ماننے والوں کو عدم تشدد، صداقت، چوری سے اجتناب اور رہبانیت کی تعلیم دی۔[2]

مہاویر:

مہاویر سے قبل جین مت کی تشکیل میں تیس لوگ گزرے ہیں۔ خود مہاویر کی پیدائش ایک کھشتری خاندان میں ہوئی، اس کا اصلی نام "وردھمان" تھا اور اس والد کا نام "سرھاوتہ" تھا، ابتدائی پرورش بڑے ناز و نعم میں ہوئی۔ تیس سال کی عمر میں "ہندومت" کو خیرباد کہہ کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی، راہبانہ زندگی کے حالات کی تفصیلات بہت حد تک گوتم بدھ کی زندگی سے مشابہت رکھتی ہیں۔

مہاویر نے اپنے آپ کو لباس کے جھنجھٹ سے آزاد کرنے کے لیے صرف ایک جوڑا اپنے پاس رکھ لیا اور کامل بارہ سال اسی حالت میں گزار دیئے اور نجات کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا، اسی دوران ایک مرتبہ وہ کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر مراقبے میں مشغول ہو گیا، اس وقت مہاویر کی عمر 42 سال تھی۔ اس مراقبے میں اسے گیان دھیان اور نروان حاصل ہو گیا اور وہ اس راہ نجات کی تلقین دوسرے لوگوں کو بھی کرنے لگا، بالفاظ دیگر اس طرح مہاویر ایک نئے مذہب کی بانی بن گیا اور آج کل اسی کے اصولوں پر مبنی مذہب کو "جین مت" کہا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مہاویر کا انتقال 72 برس کی عمر میں جنوبی بہار کے ایک مقام "پاوا" میں ہوا۔[3]

جین مت کے فرقے:

---

[1] مطالعہ مذاہب عالم، پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، ص 17، مکتبہ دانیال، لاہور

[2] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، ص 241، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشر، لاہور

[3] تقابل ادیان، پروفیسر محمد یوسف خان، بیت العلوم، لاہور

جین مت کے دو فرقے زیادہ مشہور ہیں۔

(1) سوتیامبر

اس فرقے کے لوگ "وائٹ کمیڈ" بھی کہلاتے ہیں، یہ لوگ اکثر سفید لباس پہنتے ہیں۔ اور ان کی اکثریت شمالی ہندوستان میں آباد ہے۔

(2) گمبر

اس فرقے کے لوگوں کو "سکائی کلیڈ" بھی کہا جاتا ہے، یہہ لوگ آسمانی رنگ کی ایک چادر پہنتے ہیں اور اکثر لوگ برہنہ پھرتے رہتے ہیں، ان لوگوں کی اکثریت جنوبی ہندوستان میں آباد ہے۔[4]

جین مت کی اخلاقی تعلیمات:

کچھ مذاہب ایسے ہیں جن کی تعلیمات وہدایات میں اخلاقی عمدگی اور کردار سازی پر زیادہ زور دیا گیا ہے بلکہ ان کے تعارف میں اخلاقی تعلیمات بنیادی طور پر شامل ہیں انہی مذاہب میں سے ایک جین مت بھی ہے، سطور ذیل میں جین مت کی اخلاقی تعلیمات اور ان کا اسلامی اخلاقیات کے ساتھ تقابل پیش کیا جارہا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جین مت کی اخلاقی تعلیمات کا چرچہ عام ہونے کے باوجود بھی جب ہم اسے اسلام کی اعلیٰ اور عظیم اخلاقی تعلیمات اور پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جین مت کی اخلاقی تعلیمات کا اسلام کے ساتھ تقابلی تعلق تو در کنار برابری کی سطح کا تعلق بھی نہیں ہے۔[5]

جین مت کی تعلیمات کے مطابق انسان کی کامیابی وکامرانی کا کلی مدار انسان کی ذاتی سعی و کوشش پر منحصر ہے اس میں کسی غیبی طاقت کے فیصلے یا دیوتاؤں کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا انسان جتنی محنت کرے گا وہ اتنا ہی کامیاب وکامران قرار پائے گا۔ اس سلسلے میں ان کے ہاں مختلف نوعیت کے قوانین، ضابطوں اور اصولوں کی کئی فہرستیں ہیں جو جین مت کے ماننے والے ہر فرد کی کامیابی کے لیے لازم قرار دی گئی ہیں اور انہیں عمل میں لانا ہی راہ نجات یا موکشا مارگ ہے۔ اور یہ قوانین وضوابط اس قدر زیادہ اور متنوع ہیں کہ انسان کی ذاتی و معاشرتی، افرادی واجتماعی زندگی کے ہر گوشہ میں ان کا دخل ہے۔ یہ اصول انسان کی مکمل زندگی کو ایک مربوط نظام دیتے ہیں اور اسے سخت ڈسپلن کا پابند بناتے ہیں۔ البتہ یہ فطری امر ہے کہ ہر انسان خواہشات وضروریات میں ایک طرح نہیں ہوتا اور اسی طرح عمل کے جذبے بھی ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے تو جین مت کی تعلیمات میں لوگوں کے لیے یہ آسانی کی گئی ہے کہ وہ مکمل ترک دنیانہ بھی کریں اور عمومی سماجی زندگی بسر کرنا چاہیں تو اس صورت میں ان کو اخلاقی ضوابط کی سب سے آسان اور نرم شکل کو ماننا کافی ہو گا جس کا نام "اَنووَرتا" ہے اور اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جو انسان اس پر عمل کرے گا اگرچہ اس کے لیے رخصت اور نرمی کے بہت سے پہلو تو موجود ہیں مگر یہ چیز اس میں اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار پیدا کرنے کا سبب اور ذریعے بنے گی۔ جین مت میں اس ہلکی اور آسان شکل کو ماننے والے مَردوں کے لیے شرَوک جبکہ عورتوں کے لیے شرَوِکا کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے ان کو گرسنی بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ ایسے لوگ جو جین مت کی اخلاقی تعلیمات کو مثالی (مہاوَرتا) صورت میں اپنانا چاہتے ہوں ان کو مکمل سنیاس لینا ہو گا اور اس High level کی تعلیمات کو اپنانے والے مردوں کے لیے سادھو جبکہ عورتوں کے لیے سادھوی کا لفظ

---

[4] تقابل ادیان ص 120، پروفیسر محمد یوسف خان، بیت العلوم، لاہور

[5] اسلام اور مذاہب عالم، ملک کریم بخش، ص 186، مکتبہ دانیال، لاہور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بولا جاتا ہے اور ان کو بھکشو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ انہیں تعلیمات کو جو گرہست لوگوں کے لیے ہیں زیادہ سخت شکل میں اور نہایت باریک بینی سے عمل میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی ایسے قوانین پر بھی عمل پیرا ہوتے ہیں جو صرف سادھوؤں کے لیے ہی مخصوص ہیں۔

نروان کا حصول:

مہاویر کے دور میں نروان حاصل کرنے کے دو طریقے بہت مشہور تھے جن میں سے ایک کا نام "سلبی" اور دوسرے کا نام "ایجابی" مشہور تھا۔ سلبی طریقے کو ماننے والے اپنے دل سے تمام خواہشات کو نکال باہر کرتے تھے کیونکہ ان کے مطابق تمام مصیبتوں اور رنج کا باعث یہی نفسانی خواہشات ہوتی ہیں۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے وہ کہتے تھے کہ جب انسان اپنی خواہشات کی تکمیل نہیں کر پاتا تو وہ غم کے اندوہ سمندر میں چلا جاتا ہے، اسی لیے جب کوئی خواہش ہی نہ ہو گی تو رنج و غم بھی قریب نہ پھٹکے گا۔ ایسے شخص کو خوشی اور مسرت حاصل ہو گی اور یہی مسرت و قلبی راحت ہی نروان ہے۔ اس کے برعکس ایجابی طریقے کے پیرو کہتے تھے کہ اگر انسان کے عقائد علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی صحیح اور درست ہوں تو وہ تین رتن کہلاتے ہیں۔ اعمال کی درستگی کی بنیاد وہ پانچ باتوں پر رکھتے ہیں۔ جین مت کی اخلاقی تعلیمات میں سب سے بنیادی اہمیت انہی پانچ باتوں کی ہے جنہیں پانچ ورت بھی کہا جاتا ہے جن پر ہر جینی کو تازندگی عمل کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے۔ ان پانچ اصولوں میں سے چار تو بہت قدیم ہیں اور جین مت میں مہاویر سے پہلے سے رائج تھے۔ البتہ مہاویر نے جین مت میں جہاں دیگر کئی اصلاحات کی تھیں وہاں ایک پانچویں بنیادی بات اپری گراہہ کا اضافہ بھی کیا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں: اہمسا، ستیام، استیام، برہمچاریام اور اپری گراہہ۔

1۔ اہمسا:

اسے آزادی بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کسی جاندار (ذی روح) کو تکلیف نہ دینا، جس طرح انسان اپنے جسم و جان کی حفاظت اور احترام کرتا ہے اسی طرح دوسروں کی بھی کرنی چاہیے۔ جینیوں کے نزدیک صرف ذی روح کو تکلیف پہنچانا ہی گناہ نہیں بلکہ غیر ذی روح کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے جین مت کے پیروکار ہمیشہ اپنے منہ پر رومال رکھتے تھے تاکہ سانس کی گرمی سے جراثیم ہلاک نہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اپنے ہاتھ میں برش بھی رکھتے تھے اور ہر قدم اٹھانے کے بعد دوبارہ رکھنے سے پہلے زمین کو صاف کرتے تھے۔ اپنے دانت کبھی صاف نہ کرتے تھے کہ کہیں دانتوں کے اندر چھپے جراثیم ہلاک نہ ہو جائیں، گویہ کام اصولِ صحت کے سخت خلاف ہے۔[6]

2۔ ستیام:

اس کو سچائی کہتے ہیں انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ سچائی کو اپنائے اور کسی کے مال کو غلط طریقوں سے حاصل نہ کرے۔

3۔ استیام:

استیام کا معنی ہے چوری کاری سے پرہیز، ہمیشہ حلال روزی کمائے۔ اور ناجائز آمدنی اور دوسروں کے مال کو اپنے لیے حرام سمجھے۔

4۔ برہمچاریام:

[6] اسلام اور مذاہب عالم، ملک کریم بخش، ص189، مکتبہ دانیال، لاہور

اس کے معنی عفت یا پاکدامنی کے ہیں۔ ہر گھڑی گناہ سے دور رہے اور پاک دامنی کی زندگی بسر کرے۔ کسی کی عزت وآبرو کو میلی آنکھ سے نہ دیکھے۔

5۔اپری گراہہ:

مادی لذتوں سے بچنا، انسان یہ کوشش کرے کہ حواس خمسہ، سننے، چکھنے، سونگھنے، دیکھنے اور چھونے کی طاقتوں پر غلبہ حاصل ہو جائے۔ کیونکہ مادی لذات انسان کو گمراہی کے اندھے کنویں میں دھکیل دیتی ہیں۔

جین ازم میں نجات کے ذرائع:

نجات حاصل کرنے کے لیے اس لائحہ عمل کو جین مت میں سب سے پہلے تین بڑے حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے جو جین مت میں تِری رتن (جواہر ثلاثہ) کہلاتے ہیں۔ جین مت کے یہ جواہر ثلاثہ سَمیک درشن (صحیح عقیدہ) سَمیک گیان (صحیح علم) سَمیک چرتر (صحیح عمل) ہیں۔

سَمیک درشن:

ان تینوں جواہر ثلاثہ میں صحیح عقیدہ کو سب سے بنیادی اہمیت حاصل ہے، صحیح عقیدہ کی غیر موجودگی میں جین مت کے نزدیک بقیہ دونوں اجزاء یعنی صحیح علم اور صحیح عمل کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ جین مت کے نزدیک صحیح عقیدہ میں جین تیرتھنکروں کے حقیقی مذہبی رہنما ہونے پر یقین، جین مقدس کتابوں کی تقدیس اور جین مت کے اولیاء کی بزرگی پر ایمان لانا اولین شرط ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحیح عقیدہ میں جین مت کے تسلیم کردہ سات "حقائق" جیو، اَجیو، اَسرو، بَندھ، سموراء، نِرجرا اور موکش پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صحیح عقیدہ کے ضمن میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اس میں آٹھ مطالبات کو پورا کرنا، تین طرح کے توہمات اور آٹھ قسم کے تکبرات سے پرہیز بھی شامل ہیں۔

سَمیک گیان:

صحیح علم جین مت کے نزدیک اشیاء کے ان کی حقیقی ماہیت میں جیسا کہ وہ ہیں، جاننے کو کہتے ہیں۔ جین مت کے نزدیک یہ اس وقت تک نہیں حاصل ہو سکتا جب تک کہ ہر طرح کا باطل علم زائل نہ ہو جائے۔ صحیح علم کی پانچ اقسام جین مت میں مستند مانی گئی ہیں۔ مَتی گیان (حواس اور عقل پر مبنی علم)، ہشرت گیان (مقدس کتابوں پر مبنی علم)، بہاودھی گیان (غیب دانی سے حاصل کردہ علم)، مَن پریایا گیان (دوسروں کے خیالات اور احساسات کا علم)، اور کیویلیہ گیان یا علم کامل جو زمان ومکان کی قید سے آزاد ہے اور جو کہ روح کی، جبکہ وہ مادے سے غیر ملوث اپنی اصلی حالت میں ہوتی ہے، طبعی خصوصیت ہے۔

سَمیک چرتر:

صحیح عمل جین مت کی تعلیمات کا وہ حصہ ہے جو براہ راست روح کو ماڈے کی قید سے آزاد کرانے اور موکش (نجات) کے حصول کا ذمہ دار ہے۔ اگرچہ صحیح عمل کی افادیت بلکہ صحیح عمل کا صادر ہونا ہی جین مت کے نزدیک اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کہ صحیح علم اور اس سے پہلے صحیح عقیدہ موجود ہوں، لیکن صحیح عمل کی براہ راست اہمیت کے پیش نظر جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا تھا، انسان کی عملی زندگی کو مخصوص طرز میں ڈھالنے کے لیے جین مت میں نہایت تفصیلی قوانین موجود ہیں۔[7]

---

[7] دنیا کے بڑے مذہب، عماد الحسن فاروقی، ص135،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

جین مت کی تعلیمات میں خدمت خلق کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، اس کے لیے انہوں نے مختلف ادارے قائم کر رکھے ہیں اس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ کسی بھی ذی روح کو تکلیف نہیں پہنچاتے اور اسے تکلیف سے بچانے کے لیے خود بڑی مشقت اور تکلیف برداشت کرتے ہیں اس لیے وہ انسان وحیوان سب کی خدمت میں اعزاز سمجھتے ہیں۔ مولانا ولی خان المظفر لکھتے ہیں "آج بھی جینی خدمت خلق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، ایسے اداروں کا قیام جن کے ذریعے انسان وحیوان کی خدمت ہو سکے ان کا محبوب مشغلہ ہے۔"[8]

جین مت میں تین قسم کے ضبط نفس ہیں:

ذہن کو برے اور ناپسندیدہ خیالات سے پاک رکھنا، گفتگو پر ضبط، جسمانی حرکات پر ضبط۔

پانچ طرح کی احتیاطیں:

چلنے پھرنے بولنے بھیک مانگنے یا کھانا کھانے کی چیزوں کو رکھنے یا اٹھانے یا رفع حاجت کے دروان انتہائی احتیاط۔ ان اعمال کے دوران کسی چھوٹے سے چھوٹے جاندار کو تکلیف نہ پہنچے یا اس کی جان ضائع نہ ہونے پائے۔

دس نیکیاں:

حد درجہ کی معافی۔ حد درجہ کی نرمی، حد درجہ کا اخلاص، حد درجہ کی قناعت، حد درجہ کی راست، حد درجہ کا ضبط نفس۔ حد درجہ کی ریاضت۔ حد درجہ کا ترک دنیا۔ حد درجہ کی بے لوثی، حد درجہ کی پاکبازی

بارہ قسم کے مراقبے کے موضوعات:

دنیا کی بے ثباتی، انسان کی بے بسی، روح کی دنیاوی قید، انسان کی تنہائی، روح کے مادے اور تمام علائق سے علیحدگی، جسم کی کثافت، روح میں مادے کی مداخلت، روح میں مادے کی مداخلت کو روکنا، روح میں پہلے سے موجود مادے کا انخلاء، کائنات کی وسعت اور کاریگری، روحانی علم کی کامیابی اور اس کے حصول کی مشکلات اور راہِ مغفرت کی رغبت۔

بائیس قسم کی تکالیف:

وہ تکالیف سادھو اور سادھونی کو برداشت کرنی ہوتی ہیں۔ بھوک، پیاس، سردی، گرمی، کپڑوں کے کاٹنے کی تکلیف، ننگے رہنا، ناپسندیدہ جگہ رہنا، جنسی جذبے کے تقاضے، زیادہ چلنا، ایک وضع میں طویل وقفے میں بیٹھنا، زمین پر آرام کرنا، برا بھلا سننا، مار پیٹ سہنا، بھیک مانگنا، بھیک مانگنے پر بھیک نہ ملنا، بیماری، کانٹے گڑنا، جسمانی گندگی اور ناپاکیاں، بے عزتی سہنا، اپنے علم کی قدردانی نہ ہونا، کسی نہ کسی درجہ میں اپنے جہالت کو موجود پانا، جین مت کے معتقدات کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

پانچ طرح کے اخلاقی معیار:

مکمل جمعیت قلبی، سکون قلب کے درھم برہم ہو جانے پر دوبارہ حاصل کرنا۔ مکمل اور غیر مشروط احساسا جذبات اور خواہشات سے مکمل آزادی اور بے غرضی اور مثالی طرز عمل۔

---

[8] مکالمہ بین المذاہب، مولانا ولی خان المظفر، ص144، مکتبہ فاروقیہ، کراچی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

چھ جسمانی ریاضتیں:

مختلف اوقات میں روزے رکھنا، بھوک سے کم کھانا، خوراک کے سلسلہ میں اپنے اوپر مختلف طرح کی پابندیاں عائد کرنا۔ مثلاً فلاں شرط پوری ہو جائے جب ہی کھانا کھاؤں گا۔ وغیرہ، چھ پسندیدہ اشیاء یعنی گھی، دودھ، دہی، شکر، نمک، تیل میں سے درجہ بدرجہ ایک یا ایک سے زائد کو ترک کرتے رہنا۔

چھ باطنی ریاضتیں:

اس میں مختلف قسم کے کفارے جین مت کی مقدس ہستیوں کے لیے جذبہ عقیدت اور محبت کی پرورش، جین ولیوں اور بزرگوں کی خدمت، مقدس کتابوں کا مطالعہ، جسم اور اس کے متعلقات سے بے نیازی پیدا کرنا اور مراقبہ میں مکمل یکسوئی حاصل کرنے کی کوشش کرنا شمار کیے جاتے ہیں۔

سادھوؤں کے لیے پانچ قسمیں:

1۔ کسی جاندار کو نقصان نہ پہنچانے کی قسم کھانا۔ 2۔ سچ بولنے کی قسم کھانا۔ 3 کسی بھی ایسی چیز کو لینے سے انکار کرنا جو انہیں نہ دی گئی ہو۔ 4۔ جنسی لذتوں سے دستبرداری۔ 5 ہر قسم کی دستبرداری کی قسم کھانا، یعنی دنیاوی چیزوں سے علیحدگی اس وجہ سے مہاویر اپنے خاندان اور ملکیتی چیزوں سے دستبرار ہو گیا تھا۔ کسی ایک جگہ بھی قیام نہ کرتے تھے کہ کہیں نیا تعلق قائم نہ ہو جائے۔[9]

اسلام کا اخلاقی نظام:-

اسلام کے نظام اخلاق کا مرکزی نقطہ حسن اعتقاد یعنی عقیدہ کا کفر و شرک سے مکمل پاک ہونا ہے۔ اور سب سے بڑی بد اخلاقی بلکہ حد درجہ ذہنی و فکری کمینگی یہ ہے کہ کوئی انسان اپنے خدائے وحدہ، لاشریک کے ساتھ مخلوق کو شریک و معبود قرار دے تو اسلام اس اخلاقی بگاڑ کو کفر و شرک قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد اخلاقیاتی لحاظ سے فکر و عمل کی پاکیزگی کا اہتمام ہے جس کا نقطہ آغاز اپنے گھر کے اکابر (والدین) سے حسن سلوک کرنے سے ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے اعتقادی حقائق میں سب سے اہم ترین ضرورت عقیدہ توحید کو بیان کرنے کے متصل والدین کے احترام خاص کو تاکیدی طرز خاص سے ذکر فرما کر ان کی عظمت و احسانی خدمات کو بطور اہتمام عظیم کے اجاگر کیا ہے تاکہ والدین سے لاپرواہی اور بے رخی نیز بدسلوکی و بے احترامی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا جائے۔ اور اس سلسلے میں ایسی احتیاط اور حق کو بیان کیا جو مذاہب عالم میں سے صرف اسلام کا امتیاز ہے کہ والدین کو "اف" بھی کہنے سے روک دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ [10]

"اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا"

اسلامی اخلاقیات کی جڑ یہ ہے کہ اگر والدین خدانخواستہ کافر ہوں یا کافر ہونے کے ساتھ سخت اسلام دشمن بھی ہوں تو بھی ان کی خدمت اور حقوق اپنی جگہ باقی ہی رہیں گے اور ضروری ہے کہ ان حقوق کو پورا کیا جائے اور ان سے صلہ رحمی کی جائے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

---

[9] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، ص246،245، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، لاہور

[10] بنی اسرائیل:23

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

میری والدہ میرے پاس آئیں جبکہ وہ مشرکہ تھیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں اُن کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر۔[11]

اسلام نے بڑی عمر کے بزرگوں سے خواہ وہ کسی بھی قوم یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں احترام سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا[12]

"جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے (معاشرے) کے بڑوں کا حق نہ پہچانے (احترام نہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

اس کے بعد درجہ بدرجہ خاندانی افراد صلہ رحمی باہمی قرابت داری اور پڑوسیوں سے غیر معمولی حسن سلوک کا تاکیدی اظہار کیا گیا ہے۔ اسلام اخلاقی تعلیمات اور خیر و بھلائی کی تمام اچھی روایات کا امین ہے۔ صداقت، امانت، دیانت اور شرافت کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیتا ہے جھوٹ، دجل و فریب، خیانت، بدعہدی اور منافقت کو صرف نفرت کی نظر سے ہی نہیں دیکھتا بلکہ ان کے ارتکاب پر دنیا میں تعزیر اور آخرت میں سخت سزا کی وعید سناتا ہے۔

حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے ہر طرح سے اہتمام کا تاکیدی حکم دیتا ہے۔ اسلام کے پاکیزہ نظام اخلاق کی تعلیمات میں انفرادی یا اجتماعی اسراف (ضروریات میں فضول خرچی کرنا) اور تبذیر (بے محل حرام خرچ کرنا) کی سخت ممانعت ہے۔ اس کی تاکیدی ممانعت کا مقصد افراد یا قوموں کو مستقبل کی معاشی بدحالی سے محفوظ رکھنا ہے۔

اسلام کے اخلاقی نظام کے بعض پہلوئوں کا اوامر (احکامات) سے تعلق ہے اور بعض کا نواہی (ممنوعات) سے ہے۔ اسلام کسی اچھے کام کے بجالانے کا حکم دیتا ہے تو برے کام سے روکتا بھی ہے۔ مثلاً اخلاق اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے تو بداخلاقی و بدسلوکی کی ممانعت بھی کرتا ہے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے، قریبی رشتے داروں پر خصوصی توجہ دینے کا حکم دیتا ہے تو اپنے ذاتی اخراجات میں اسراف اور تبذیر سے ممانعت کرتا ہے۔ نکاح کی ترغیب دیتا ہے (بلکہ حکم دیتا ہے) تو زناء کے قریب جانے سے بھی روکتا ہے۔ اور نکاح کی ترغیب میں بڑی تاکید کے ساتھ حکم دیا اور جو استطاعت نہیں رکھتے انہیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يا معشر الشباب! من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصروأحصن للفرج ومن لم يستطع ، فعليه بالصوم ، فإنه له وجاء "[13]

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ شادی کرے کیونکہ یہ نظر کے جھکاؤ اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اور جو استطاعت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ وہ اس کے لیے ڈھال ہیں۔"

اس حدیث میں اسلامی اخلاقی اقدار کی بالادستی اور معاشرتی اچھے رویوں کی بقاء کا بہترین ضابطہ دیا گیا ہے کہ لوگوں کو نکاح کے حکم کے ذریعے نظروں کے جھکاؤ اور شرمگاہ کی حفاظت کا درس دیا گیا ہے، تاکہ جو شخص نکاح کرے اس کے سامنے نکاح مقاصد عیاں ہوں اور وہ معاشرے میں اچھا کردار ادا کرے۔

---

[11] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3183

[12] ابوداود، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، رقم الحدیث: 4945

[13] ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، رقم الحدیث: 1845

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اسلام نے مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ کفار سے جہاد و قتال کا حکم دیتا ہے تو باہمی قتل و غارت کو حرام قرار دیتا ہے۔ کسی کو ناحق قتل کرنے کے ظالمانہ اقدام پر وارثوں کو قصاص لینے کا حق دیتا ہے اور قصاص میں معاشرے کی زندگی قرار دیتا ہے۔ لیکن قصاص لیتے وقت انتقامی غضب میں کچھ مزید کرنے (ظلم) کی اجازت ہر گز نہیں دیتا۔ اور قتل ناحق کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

---اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۔۔۔[14]

"کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا"

اسلام یتیموں کے حقوق اور ان کی پرورش و نگہداشت کا حکم دیتا ہے لیکن ان کے مال میں غبن و خیانت سے منع کرتا ہے۔ خیر و بھلائی کے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کا تاکیدی حکم دیتا ہے تو بد عہدی پر باز پرس کی سخت وعید (خوف دلانا) سناتا ہے۔ اسلام ناپ تول میں ترازو کے معیار کو ہر طرح سے درست رکھنے کا تاکیدی حکم دیتا ہے اور نافرمانی کی صورت میں سخت ترین دنیوی و اخروی عذاب کی خبر دیتا ہے۔ اسلام لوگوں کے انفرادی معاملات میں بے جا مداخلت (بلاوجہ جاسوسی / حالات کی جستجو) کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے وقت کا ضیاع اور اس پر اخروی باز پرس کی تنبیہ کرتا ہے۔ اسی طرح فخر و غرور کے قولی و فعلی اظہار کی سخت ترین مذمت کرتا ہے اور اس بے نتیجہ مشق کو نفرت آمیز عمل قرار دیتا ہے۔ اسلام کے متعین کردہ حقوق و فرائض بھی اسلام کے اخلاقی نظام کا حسن ہیں، جنہیں اسلام نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حقوق کی بنیادی تقسیم تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تحت ہوتی ہے مگر عباد کی تقسیم انتہائی وضاحت طلب ہے اس لیے ہم اس کی فہرست ذکر رہے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اسلام نے اپنے اخلاقی نظام کے تحت حقوق کی اہمیت پر کس قدر ترغیب دلائی ہے اور انہیں کس کامل انداز میں متعین کیا ہے۔

پیغمبر ﷺ کے حقوق
دین کے حقوق
آسمانی کتب کے حقوق
سلف صالحین اور اولیاء کرام کے حقوق
انسانوں کے حقوق
مسلمانوں کے حقوق
اقلیتوں کے حقوق
والدین کے حقوق
اولاد کے حقوق
زوجینکے حقوق
بہن بھائیوں کے حقوق

[14] المائدہ:32

عبادت گاہوں کے حقوق

مقدس ہستیوں اور مقامات کے حقوق

ہمسائیوں کے حقوق

قریبی رشتہ داروں کے حقوق

بیوہ عورتوں اور یتیموں کے حقوق

غرباء ومساکین اور محتاجوں کے حقوق

بزرگ شہریوں کے حقوق

معذوروں کے حقوق

حکمرانوں اور رعایا کے حقوق

خادموں اور مزدوروں کے حقوق

مہمانوں کے حقوق

مسافروں کے کے حقوق

راستے کے حقوق

اپنی جان اور ذات کے حقوق

جانوروں اور پرندوں کے حقوق

یہ اسلامی اخلاقیاتی نظام کے بنیادی خدوخال ہیں جنہیں ہم نے حقوق وفرائض کے خاکہ میں ذکر کیا ہے ورنہ اسلامی حقوق وفرائض کی طوالت اور اس کی تفصیلات اس قدر ہیں کہ اس پر مستقل کئی کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ اور اس کی تفصیلات وجزئیات میں اتنا مواد ہے کہ علمی لائبریریاں تنگ پڑ جائیں۔ تاہم بعض ایسے اخلاقیاتی پہلو جن کا ذکر خود خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں فرمایا ہے ان میں سے چند کا ذکر ہم اختصار سے کر رہے ہیں۔

واضح رہے کہ تہذیب وتعلیم کا حصول بذریعہ علم ہی ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اسلام میں علم کے حصول پر تاکیدی زور دیا گیا ہے۔ علم سے زندگی میں حسن اخلاق کا کمال پیدا ہوتا ہے تو حصول علم اسلام کے نظام اخلاق کا لازمی وضروری حصہ ہے۔ اوامر یعنی ایسے احکام جن کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے ان کی طویل فہرست فراہم کی ہے جو اعتقادات (عقائد) عبادات (فرائض واجبات سنن ومستحبات) وہر سطح کے کلی معاملات کو محیط ہے۔ اخلاقیات کے فروغ میں وعظ ونصائح کے حکمتی نظام کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے اس لئے حکمت وموعظہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ صبر وحلم تحمل مزاجی، سنجیدگی وقار، شکر وقناعت، توکل واخلاص (حسن نیت) امانت دیانت، معاملات کی شفافیت وصفائی، وفائے عہد شرافت وصداقت جیسی صفات حسنہ اسلامی اخلاقیات کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ تزکیہ نفس، عدل واحسان، بڑوں کا احترام، آداب وتہذیب ہر ایک سے حسن سلوک، اقارب ویتامیٰ پر دست شفقت غریب پروری صلہ رحمی، باہمی اصلاح وصلح جوئی، گھریلو معاملات میں میانہ روی، انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام، بلاامتیاز انسانیت کے ساتھ رحم دلی اور ضرورت کے وقت خدمت، دکھی انسانیت کی معاونت اور مسائل کے حل کیلئے اخلاص سے کوشش کرنا جیسے اخلاق فاضلہ کا تاکیدی اہتمام اسلام کا طرہ امتیاز چلا آرہا ہے۔

اس کے برعکس کفر و شرک کے اعتقادی بگاڑ کو حرام اور باعث (دائمی) ہلاکت و بربادی قرار دیتے ہوئے بد اخلاقی بد تہذیبی و بد سلوکی گستاخی و بے ادبی جھوٹ دجل و فریب بد عہدی بہتان بے جا الزام تراشی بد ظنی غیبت چغل خوری بغض و حسد بے جا تعصب و تفاخر بزدلی و بے غیرتی رشوت کرپشن سود خوری اور معاملاتی خیانت و دھوکہ (تجارتی بد دیانتی سمیت جملہ خیانتیں) ظلم و سرکشی لوگوں کے جائز حقوق پہ ڈاکہ زنی عمومی چوری وڈاکہ زنی سمیت جملہ گناہ قابل مواخذہ ٹھہرائے گئے ہیں۔ یہ تو ادنٰی سی جھلک ہے جسے ان صفحات پر لایا گیا ہے ورنہ قرآن و سنت کی اخلاقی تعلیمات کا خلاصہ تزکیہ عقائد و اعمال اور تزکیہ کردار و تہذیب ہے۔ اسلامی اخلاقیات کی تاکید اور جامعیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آمد اور بعثت مبارک کا ایک اہم مقصد ہی اچھے اخلاق کی تکمیل و تائید ہے۔ نبی رحمت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ [15]

"بے شک مجھے اسی لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔"

سب سے آخری دائرہ ایک مسلمان کی زندگی کا وہ ہے۔ جو مسلم معاشرے سے باہر کا ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ معاملات اور تعلقات کی بناء پر وجود میں آتا ہے، یہ ہیں وہ بنیادی خطوط جن پر اسلام انسان کی اخلاقی زندگی تعمیر کرتا ہے۔ انہیں دیکھ کر ہر شخص محسوس کرلے گا کہ مسلمانوں کی زندگی کا بند بند اخلاق کے مستحکم ضابطوں سے باندھا ہوا ہے۔

نتائج و خلاصہ بحث

* اسلام میں سب سے زیادہ اخلاق زور انسانوں کے خالق کے حقوق پر دیا گیا ہے جس میں بالخصوص شرک سے بچنے کا تاکید حکم ہے جبکہ جین مت میں نہ تو خدا تعالیٰ کا اتنا مضبوط تصور موجود ہے اور نہ ہی کے لیے اخلاقیات کا کوئی دائرہ کار۔
* اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے بنیادی کام قرار دیا گیا جبکہ جین مت میں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نیکی کا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔
* اسلام قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے جبکہ جین مت میں رشتہ داروں کے حقوق نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔
* اسلام نے جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے جائز راستے متعین کیے ہیں اور ان کو مکمل طور پر ختم کرنے کو ناپسند کیا ہے اس لیے اسلام میں جائز راستوں سے اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب اور باعث اجر ہے جبکہ جین مذہب میں جنسی خواہشات پر مکمل کنٹرول کرلینا ہی کامیابی قرار دیا گیا ہے۔
* اسلام میں انسانیت کے فائدے کے لیے بعض جانوروں کا شکار کرنا / ذبح کرنا حلال قرار دیا گیا ہے جبکہ جین مت میں کسی بھی جاندار کو قصداً مارنا تو درکنار غیر ارادی طور پر مارنا بھی جائز نہیں ہے، اسی لیے اُن کے ہاں منہ کے آگے کپڑا رکھنے اور ہر پاؤں رکھنے سے پہلے زمین کو صاف کرنے کا تصور ہے تاکہ غیر ارادی طور پر بھی کوئی کیڑا مکوڑا منہ میں جا کر یا پاؤں تلے دب کر مر نہ جائے۔
* اسلام میں کچھ موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم ہے کہ اس میں منفعت عامہ ہے جبکہ جینی لوگوں کے ہاں موذی جانوروں یا کیڑے مکوڑوں سے ملنی والی تکلیف کو برداشت کرنا اور انہیں قتل نہ کرنا ہی نجات کا سبب ہے۔

[15] احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:-8952

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

* اسلام نے گداگری کی حوصلہ شکنی کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے گداگر کے لیے وعید بیان فرمائی کہ روز محشر اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہو گا۔[16] جبکہ جین ازم میں مانگ کر کھانا اور لوگوں کے در پر سائل بن کر جانا اہم قرار پایا ہے۔
* اسلام نے ستر ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیا ہے اور لباس کو ستر پوشی کے مقصد کے ساتھ زینت بھی قرار دیا ہے جبکہ جین ازم میں سادھوؤں کے لیے ننگے رہنا پسندیدہ قرار دیا گیا ہے جو کہ نہ صرف اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے بلکہ فطرت سلیمہ بھی کسی طور پر اسے تسلیم نہیں کر سکتی۔
* جین مت میں سادھوؤں کے لیے پانچ قسمیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہر قسم کی دستبر داری کی قسم کھانا، یعنی دنیاوی چیزوں سے علیحد گی اور لاتعلقی کر لینا ہے، جبکہ اسلام میں زہد و قناعت کے اسباق کے باوجود بالکل دنیا سے الگ تھلگ ہو جانا اور راہبانہ زندگی گزارنا بھی پسند نہیں کیا گیا۔
* مہاویر کے بارے میں ہم نے ذکر کیا کہ اس نے اپنے آپ کو لباس کے جھنجھٹ سے آزاد کرنے کے لیے صرف ایک جوڑا اپنے پاس رکھ لیا اور کامل بارہ سال اسی حالت میں گزار دیئے اور نجات کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا۔ جبکہ اسلام میں اسراف و تبذیر ممنوع قرار پائے ہیں مگر اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو استعمال کرنا اور ان سے مستفید ہونا بھی پسندیدہ ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے آثار دیکھیں۔[17]
* جین ازم میں بائیس قسم کی تکالیف کا بیان ہے جسے برداشت کرنا ہر جینی پر لازم ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جسمانی گندگی اور ناپاکی کو اختیار کرے، گویا اُن کے ہاں روحانی معراج پر جانے کے لیے جسمانی گندگی اور ناپاکی کو اختیار کرنا ہوتا ہے جبکہ اسلام نے طہارت و نظافت کتب فقہ وحدیث کا اولین باب ہے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔
* جین مت کی اخلاقی تعلیمات کی عمارت بہت سے غیر انسانی اور غیر فطری طریقوں پر استوار کی گئی ہے، جنہیں اپنانا نہ صرف مشکل یا بعد از عقل وقیاس ہے بلکہ انہیں عمل میں لانا انسان کے لیے ناممکن و محال ہے۔
* جین مت انتہائی سطحی اور مخصوص اخلاقیات کو بیان کرتا ہے، ان میں سے بھی بہت سی چیزیں انسانیت کی تحقیر کے مترادف اور فطرت سلیمہ سے متصادم ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں اسلام ایک لازوال اور جامع (Comprehensive) اخلاقی تعلیمات کا داعی ہے، جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ دراصل اسلام اور جین مت کی اخلاقیات کا کوئی موازنہ اور تقابل تو در کنار، جین مت کی تعلیمات اسلامی تعلیمات کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

کتابیات

* القرآن الکریم
* مطالعہ مذاہب عالم، پروفیسر ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی، مکتبہ دانیال، لاہور
* مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر غلام رسول چیمہ، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشر، لاہور
* تقابل ادیان، پروفیسر محمد یوسف خان، بیت العلوم، لاہور

[16] مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، رقم الحدیث: 2398

[17] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، رقم الحدیث: 2819

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

* اسلام اور مذاہب عالم، ملک کریم بخش، مکتبہ دانیال، لاہور
* دنیا کے بڑے مذہب، عماد الحسن فاروقی،
* مکالمہ بین المذاہب، مولانا ولی خان المظفر، مکتبہ فاروقیہ، کراچی
* بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالسلام، لاہور پاکستان
* ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، دارالسلام، لاہور پاکستان
* ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، دارالسلام، لاہور پاکستان
* احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، دارالسلام، لاہور پاکستان
* مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، دارالسلام، لاہور پاکستان
* ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، دارالسلام، لاہور پاکستان